روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
CPL 61
جلد 47-82 نمبر 101 | ہفتہ 2 محرم الحرام۔1418ھ 10 ہجرت 1376ہش 10 مئی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ (کلام الٰہی) سے ملتا ہے۔ یہ الفاظ گو نہیں۔ مثلاً (کلام الٰہی) میں فرمایا ہے دعا مانگو۔ میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزار ہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے' کرتا ہے۔ اس کے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو' مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے' محو کرتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اس کی تہہ تک پہنچنے اور اس کی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 101)

مبارک وہ زندگی ہے جو خدا کے لئے قربان ہو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جو خدا کے لئے قربان ہوتا ہے وہ مس خام بھی ہوتا ہے تو کندن ہو کر نکلتا ہے۔ بکرا ذبح ہوتا ہے تو انسان اس کو کھاتے ہیں اور اس طرح اس کی قربانی ضائع نہیں جاتی بلکہ انسانوں کے جسم کا جزو بن جاتا ہے اسی طرح ہزاروں چیزوں کو انسان کے لئے قربان ہونا پڑتا ہے۔ اور انسان کو خدا کے لئے قربان ہونا پڑتا ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کا محبوب ہو جاتا ہے۔

جو لوگ خود خدا کے لئے قربان نہیں ہوتے۔ فنا تو ان کو ہونا ہی پڑتا ہے۔ مگر ان کی یہ فنا قابل قدر نہیں ہوتی۔ اکثر تو ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا میں ہی ان کی زندگی ان کے لئے وبال ہو جاتی ہے۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا۔ کہ بہت سے لوگ ہوتے ہیں جن کے علم کی بڑی شہرت ہوتی ہے۔ مگر ان پر ایک وقت ایسا آجاتا ہے۔ جبکہ وہ ارذل العمر کو پہنچ جاتے ہیں ایسی حالت میں لوگ جو ان کے شاگرد اور عزیز ہوتے ہیں اور جو ہمیشہ ان کے مشوروں کے محتاج ہوتے ہیں ان کی باتوں پر ہنسنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو سٹھیا گیا ہے یا کہتے ہیں کہ میاں اس کے پاس کیا جائیں وہ تو بڑھاپے کی وجہ سے چڑچڑا ہو گیا ہے۔ ایک دن تو وہ معلم ہوتا ہے۔ لیکن جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو متعلم بھی اس کو کوئی نہیں بناتا۔ یا تو وہ استاد ہوتا ہے یا وہ شاگرد ہونے کی بھی اہلیت نہیں رکھتا۔ غرض وہ قعر مذلت میں گر کر اس حالت کو پہنچ جاتا ہے۔ مگر جو خدا کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر دیتے ہیں اور اس کے پیارے ہوتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہرگز نہیں ہوتی۔

دنیا میں بڑے بادشاہ ہوئے ہیں جن کا بڑا رعب اور بڑی سطوت تھی لیکن آخری عمر میں فالج کی وجہ سے ان کے ہوش و حواس زائل ہو گئے اور ان کی زندگی ان کے لئے موت سے بدتر ہو گئی۔ پھر کئی بادشاہ ایسے گزرے ہیں۔ جن کے آخری لحات نہایت حسرت و یاس کے ساتھ ختم ہوئے وہ ہاتھ ملتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے مگر کوئی ایک نبی بھی تو ایسا نہیں گزرا۔ جس کا ایسا انجام ہوا ہو۔ بڑے بڑے جرنیل گزرے ہیں جو ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے بہادر ہوئے ہیں جنہوں نے نہایت عبرت انگیز طریق سے دم توڑا ہے۔ مگر نبیوں اور ان کے خلفاء میں سے کسی کی یہ حالت نہیں ہوئی۔ کیوں اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ کہ چونکہ وہ خدا کی راہ میں مرنے سے پہلے مر چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا انہیں ہمیشہ کی ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ انسان کو قربان تو ہونا ہی پڑتا ہے کوئی اپنے نفس کے لئے قربان ہوتا ہے۔ کوئی عزت کے لئے۔ کوئی اپنے کسی عزیز کے لئے۔ اور کسی کو زمانہ کے ہاتھوں قربان ہونا پڑتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جو خدا کے لئے قربان ہو اور قربانیوں کے لئے ہلاکت ہے مگر خدا کے لئے قربان ہونے کے نتیجہ میں ہمیشہ کی زندگی نصیب ہوتی ہے اور ایسے شخص کو ہمیشہ ہمیش کے لئے ہلاکت سے بچا لیا جاتا ہے۔ بلکہ جو اس کو فنا کرنے کے لئے اٹھے اس کو فنا کر دیا جاتا ہے اور مٹا دیا جاتا ہے۔

(از خطبہ 7۔ ستمبر 1918ء)

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

الفضل انٹرنیشنل 25۔اپریل 1997ء

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی مصروفیات

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امام جماعت الرابع کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی' روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو۔ یو۔ کے سے اس کی وڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے:۔

ہفتہ 5۔ اپریل 1997ء آج حضرت صاحب کی بچوں کے ساتھ 7۔ ستمبر 1996ء کی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ حضرت صاحب نے بچوں کو مژدہ سنایا کہ آپ کی کلاس دن بدن دنیا میں ہر دلعزیز ہو رہی ہے۔ اور پھر ایک گھنٹے تک بچے ناظرین کو رنگارنگ دلچسپ مضامین اور نظموں سے محظوظ کرتے رہے۔

اتوار 6۔ اپریل 1997ء آج معمول کے مطابق انگریزی دان احباب کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ آج کی ملاقات کی خصوصیت یہ تھی کہ چھ سے پانچ احباب مختلف مذاہب کی نمائندگی کر رہے تھے یعنی پارسی' سکھ' ہندو' اینگلیکن اور غیر از جماعت مسلمان نمائندے تشریف لائے ہوئے تھے۔ افادہ عام کے لئے سوالات اور ان کے جوابات کا نہایت مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:۔

○ دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت شادی نہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت حکم کے طور پر نہیں بلکہ حد بندی کے طور پر ہے اور یہ بھی کئی شرطوں کے ساتھ۔ مثلاً جنگ نے مرد اور عورت کی تعداد کے تناسب میں فرق پیدا کر دیا ہو۔ اور سب سے بڑی اور کڑی شرط انصاف کی ہے۔ اگر دو بہنوں کے ساتھ شادی ہو تو یہ ظلم ہو گا۔ دونوں ہی حسد کی آگ میں جلتی رہیں گی اس شک میں کہ خاوند اس سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

○ ایک [illegible] صاحب کا سوال تھا کہ پاکستان کے لوگ مسلمان ہیں تو پھر آپ لوگوں پر ظلم و ستم کیوں ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ بتائیں کہ آئرلینڈ کے پروٹسٹنٹ اور کیتھولک میں آپس میں خونریزی کا بازار کیوں گرم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان تمام مسائل کی وجہ خدا پر ایمان نہ رکھنا اور نتیجۃً شرک ہے۔

○ ایک اینگلیکن خاتون نے پوچھا کہ پھانسی کی سزا کے بعد تو سزا یافتہ کے لئے توبہ کرنے کا کوئی موقعہ نہیں رہتا' کیا یہ بہتر نہیں کہ اسے معاف کر کے توبہ کا موقع دیا جائے؟

اس انتہائی نازک مگر حالات حاضرہ کی دکھتی رگ پر اطلاق پانے والے سوال کا جواب

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

10- ہجرت 1376 ہش 9 - مئی 1997ء

تدبیر زور بازو اور دعا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد' اعمال پہ نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔"

اس ارشاد میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیش فرمودہ یہ نکتہ نہایت اہم ہے اور ہمیں اسے ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ہوتا تو اسباب ہی سے ہے لیکن ان اسباب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو نہ دیکھیں یا اس کا ذکر نہ کریں تو ہم بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر یہ سوچیں گے کہ فلاں شخص نے ہماری مدد کی ہے یا فلاں بات نے ہمیں مشکلات سے نکالا ہے۔ مدد خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اور مشکلات سے نکالتا بھی وہی ہے۔ لیکن اس کے کام کرنے کا طریق یہ ہے کہ وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اسباب ہی کے ذریعے ہو رہا ہے صرف انسانی نظر یہ نہیں دیکھ سکتی کہ ان کے پیچھے خدا کا ہاتھ ہے جب تک اس میں روحانیت کا عنصر موجود نہ ہو۔ ٹھنڈ ہوتی ہے تو اس کے لئے بارش ہوتی ہے سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ موسم بدلتا ہے یہ سب کچھ اسباب ہیں۔ لیکن ان کا پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ ہے۔ گرمی ہوتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ سورج کی دھوپ میں تیزی آجاتی ہے اور موسم بھی بدل جاتا ہے۔ یہ بھی اسباب ہیں۔ اور سب کچھ بھی جو ہمارے ارد گرد ہے یا جو کچھ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اسباب ہی کے ذریعہ ہوتا ہے۔

پس اسباب تک نظر جائے تو یہ درست نہ ہوگا۔ اس کے آگے نظر لے جانے کی ضرورت ہے اور اس سے آگے ہم دیکھیں گے کہ واقعی خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ اسی بات کو سمجھانے اور دلوں میں پختہ کرنے کے لئے حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرمایا کرتے تھے کہ جب گھر میں کوئی چیز لائی جاتی ہے تو بچوں سے کہا جائے کہ یہ چیز ہمیں خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ اگرچہ انہیں تو یہ نظر آئے گا کہ ان کا باپ یا ان کا بھائی یا ان کی والدہ یا ان کی بہنیں یہ چیز لے کر آئے ہیں لیکن در حقیقت یہ سب اسباب ہیں۔ چیز دینے والا خدا ہے۔ اگر خدا نہ دے تو کوئی شخص بھی اپنے گھر میں کچھ بھی نہیں لا سکتا۔ اگر بچپن ہی سے بچوں کو یہ بات سمجھائی جائے تو یقیناً بڑے ہو کر ان کی نظر اسباب سے آگے جا کر خدا تعالیٰ تک پہنچے گی اور وہ اس بات کو بخوبی سمجھ جائیں گے کہ جو کچھ بھی ملتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ سے ملتا ہے۔ دعا کرنے کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ ہمارے لئے اسباب پیدا کرے اور اسباب پیدا ہونے کے بعد جب وہ کام مکمل ہو جاتا ہے یا اپنا نتیجہ پیدا کر لیتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں یا ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک اور ارشاد پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

"انسان دعا کے وقت تمام قویٰ سے کام لے کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے۔ یہ ایک بے ادبی اور گستاخی ہے کہ دعا سے کام نہ لے کر اور قانون قدرت کے قواعد سے کام نہ لے کر آوے۔ مثلاً کسان اگر تخم ریزی کرنے سے پہلے ہی یہ دعا کرے کہ الٰہی اس کھیت کو ہرا بھرا کر اور پھل پھول لا تو یہ شوخی اور ٹھٹھا ہے۔ اسی کو خدا کا امتحان اور آزمائش کہتے ہیں۔ جس سے منع کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ خدا کو مت آزماؤ۔ جیسا کہ مسیح علیہ السلام کے مائدہ مانگنے کے قصے میں اس امر کو بوضاحت بیان کیا گیا ہے۔ اس پر غور کرو اور سوچو۔"

انسانی اعمال اور دعا کو اپنی اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے ارشاد میں اسی بات کی تلقین کی گئی ہے کہ کام ہم خود کریں یعنی اپنے ہاتھ پاؤں ہلائیں اور دعا خدا تعالیٰ سے کریں کہ وہ ہمارے کام کا نتیجہ پیدا کرے۔ اگر ہم ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھے رہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ فلاں کام ہو جائے اور فلاں کام ہو جائے تو اسے حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق خدا تعالیٰ کی آزمائش کرنا کہا جائے گا جس سے منع کیا گیا ہے۔

پس یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے قویٰ کو پوری طرح کام میں لائیں۔ جو کام بھی ہم کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہمیں عزم کرنا چاہئے عمل کرنا چاہئے اور ایسا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے اس طرح ہمارا اپنا زور بازو خدا تعالیٰ کے اسباب میں سے ایک سبب بن جائے گا اور کام کا نتیجہ خدا تعالیٰ ہمارے حق میں پیدا کرے گا کیسی اچھی مثال ہے کہ اگر انسان زمین میں بیج تو نہ بوئے لیکن خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ یہاں کھیت اگے ہرا بھرا ہو اور پھل پھول لائے۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ پہلے زور بازو سے کام لے کر ہمیں زمین میں بیج بونا چاہئے۔ بیج بوتے ہوئے اور بیج بونے کے بعد ہمیں خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ یہ بیج جو ہم نے بویا ہے یہ کھیت کی صورت میں ظاہر ہو جائے ہرا بھرا ہو اور پھل پھول لائے۔ اسباب خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کرنے ہیں۔ اس کھیت کو ہرا بھرا کرنے کے اور پھل پھول لانے کے۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھیت پوری طرح اگے ہی نہ اور اگے تو پوری طرح پھل پھول نہ لائے۔ پس ہمارے زور بازو کے ساتھ ساتھ ہماری دعا بھی کام کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے زور بازو کو بھی خدا تعالیٰ ہی کا پیدا کردہ ایک سبب سمجھیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ اسباب ہی کے ذریعہ کام کرتا ہے اس زور بازو کو سبب سمجھتے ہوئے ہم اس کے ذریعے کام کو سرانجام دینے کی کوشش کریں اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھیں کہ وہ ہماری دعا سنے گا اور ہمارے زور بازو کو اپنا ایک سبب بنا کر ہمارے لئے مفید ثابت کرے گا۔

پس اس ارشاد میں ہمارے اپنے کام کرنے کی اہلیت اور خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کو متوازی چلاتے ہوئے یہ تلقین کی گئی ہے کہ صرف دعا کافی نہیں، بلکہ صرف دعا گستاخی کا باعث بن سکتی ہے۔ پہلے ہمیں کوشش کرنی چاہئے اپنے قویٰ کو استعمال کرنا چاہئے پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمارے قویٰ اور ہماری اہلیت کو ایک سبب بنا دے اور اس سبب کے ذریعے ہمیں صحیح منزل پر پہنچا دے۔

پس یہ دونوں باتیں نہایت ضروری ہیں اور پیش نظر رکھنے والی ہیں اس میں دعا کا استخفاف نہیں ہے بلکہ دعا کی صحیح کیفیت اور صحیح حالت بیان کی گئی ہے کہ دعا کام اسی وقت آتی ہے جب انسان اپنے زور بازو سے کام لیتا ہے۔ اگر زور بازو سے کام نہ لے تو دعا نہ صرف بے معنی ہو جاتی ہے بلکہ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ خدا کا امتحان اور آزمائش کرنے والی بات ہے جس سے ہمیں روکا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر کام کرتے ہوئے پوری محنت اور لگن کے ساتھ کام کریں اور خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس کا بہتر نتیجہ پیدا کرے۔

ہر نشیب و فراز میں مَیں نے
زندگی مسکرا کے کاٹی ہے
نفرتوں کی خلیج کی وسعت
دل کی گہرائیوں سے پاٹی ہے

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد صدیق شاہد گورداسپوری

ایک یادگاری سفر دعوت الی اللہ

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کی امامت کے پچیس سال مکمل ہونے پر 1939ء جماعت احمدیہ نے امامت جوبلی سال منایا اور اس نسبت سے دسمبر 1939ء میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ امامت جوبلی جلسہ سالانہ کہلاتا ہے خاکسار کو بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے اپنے والد صاحب محترم میاں کرم الدین صاحب کے ساتھ قادیان جانے کا شرف حاصل ہوا جلسہ سالانہ سے واپس ہم جب اپنے گاؤں مودی ننگل آئے تو محترم والد صاحب نے مجھ سے پوچھا اب آگے تعلیم حاصل کرنے کا کیا پروگرام ہے اس وقت تک میں گاؤں کے سکول سے پرائمری تک تعلیم حاصل کر چکا تھا میں نے کہا کہ میں اب قادیان جا کر تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں اس کا شوق دراصل مجھ میں دو مربیان سلسلہ یعنی مکرم مولوی غلام احمد صاحب ارشد والد محترم مکرم منصور احمد صاحب عمر اور مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی کے متواتر ہمارے گاؤں میں آنے سے ہوا والد صاحب چونکہ جماعت کے صدر اور امام بھی تھے لہذا ان مربیان کے طعام و قیام کا انتظام آپ ہی کرتے جس کی وجہ سے ہمارے گھر ان کا آنا جانا رہتا ان سے گفتگو کا موقع ملتا پھر ان کی تقاریر بھی سنتا ان کی طرف سے بھی کچھ تحریک ہوئی لہذا میں نے فیصلہ کر لیا کہ قادیان جا کر دینی تعلیم حاصل کی جائے مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی اپنے خاندان میں سے جو جماعت کا سخت مخالف تھا اکیلے احمدی ہوئے تھے نوجوانی کا عالم تھا لہذا آپ کی تقریر میں ایک خاص جوش اور ولولہ ہوتا پھر بعد میں آپ نے ساری عمر احمدیت کی خدمت میں گزار دی زبانی دعوت الی اللہ کے علاوہ آپ کو خدا تعالیٰ نے قلمی خدمت کا بھی بہت موقع عطا فرمایا آپ حقیقت میں احمدیت کے ایک نہایت ہی مخلص اور فدائی خادم تھے۔

بہر حال جب میں نے قادیان جا کر تعلیم حاصل کرنے کا اظہار کیا تو محترم والد صاحب گویا کہ پہلے ہی اس بات کے لئے تیار بیٹھے تھے اور باوجود اس کے کہ ہم ابھی جلسہ سالانہ سے واپس آئے تھے فرمانے لگے چلو ابھی میں تم کو قادیان چھوڑ آتا ہوں چنانچہ جنوری 1940ء میں ہم قادیان گئے اور محترم والد صاحب نے مجھے حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے سپرد کر دیا جو اس وقت مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر تھے اس طرح میری دینی تعلیم کا آغاز ہوا۔

یہاں حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا ذکر آیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ آپ کا وجود طلباء مدرسہ احمدیہ کے لئے ایک نہایت ہی بابرکت وجود تھا آپ کی شفقت و محبت اور مہربانہ سلوک مثالی تھا میں ایک ذاتی واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں سردیوں میں عموماً لڑکے مدرسہ میں کھیس یا چادر وغیرہ اوڑھ کر آجاتے کیونکہ چھوٹی عمر میں تو کوٹ پہننے کا تصور نہیں تھا پھر ایسے لڑکوں کے لئے جو دیہاتی ماحول سے آئے ہوں مگر حضرت میر صاحب کو یہ امر پسند نہیں تھا جب بھی کسی لڑکے کو ایسی حالت میں دیکھتے اسے محبت سے سمجھاتے کیونکہ اس سے لڑکوں میں سستی اور کاہلی پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ خاکسار بھی بعض دفعہ کھیس وغیرہ اوڑھ کر آجاتا ایک روز میں لیٹرین سے کھیس اوڑھے واپس کلاس میں آرہا تھا سامنے حضرت میر صاحب کا دفتر تھا اور آپ نے چق کے پیچھے سے مجھے دیکھ لیا وہاں سے ہی آواز دی لڑکے ورے آؤ۔ چنانچہ میں ڈرتے ڈرتے وہاں گیا جب میں اندر داخل ہوا تو فرمایا یہ کھیس اتار دو میں نے اتار دیا پھر فرمایا وہ اچکن پڑی ہے اسے پہن لو میں نے جب پہنی تو وہ بڑی تھی فرمایا ابھی اسے مرزا مہتاب بیگ صاحب کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اسے ٹھیک کر دے اور آئندہ سے یہ اچکن پہن کر آپ نے مدرسہ میں آنا ہے اب میرے لئے اس چھوٹی عمر میں اچکن پہن کر مدرسہ آنا جانا جب کہ میری رہائش اس وقت دارالعلوم محلہ میں تھی کچھ عجیب سا معلوم ہوا لہذا میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے اچکن کندھے پر رکھتا اور مدرسہ میں داخل ہونے پر پہن لیتا اور جب واپس جاتا تو گیٹ سے نکلتے ہی پھر اتار کر کندھے پہ رکھ لیتا وہ اچکن میرے پاس رہی مگر پاکستان بننے کے بعد قادیان چھوڑتے وقت باقی سامان کے ساتھ وہ بھی وہاں رہ گئی۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کو انتظامی اور علمی قابلیت خدا تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر ودیعت کر رکھی تھی آپ کا یتامیٰ نادار اور محتاجوں سے محبت اور شفقت کا سلوک ایک مثالی حیثیت اختیار کر گیا تھا (-) کے تو آپ ایک عاشق صادق تھے یہی وجہ تھی کہ جب آپ درس حدیث فرماتے تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے اور سننے والے بھی ضبط نہ کر سکتے وہ بھی آنسو بہانے لگتے غرض کہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا وجود علم و عمل کے لحاظ سے طلباء مدرسہ احمدیہ اور باقی افراد جماعت کے لئے ایک نہایت ہی بابرکت اور قیمتی وجود تھا۔ خدا تعالیٰ آپ کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے۔

میں ذکر کر رہا تھا کہ جنوری 1940ء میں خاکسار مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم کی غرض سے داخل ہوا 1944ء میں جب کہ میں چوتھی جماعت میں تھا میں نے موسمی تعطیلات میں دو ہفتے دعوت الی اللہ کے لئے وقف کئے میرے ساتھ میرے کلاس فیلو مکرم منظور احمد صاحب سیالکوٹی (جن کو خدا تعالیٰ نے تقسیم ہند کے بعد قادیان میں درویش بننے کی سعادت نصیب کی اور اب تک آپ وہاں ہی قیام پذیر ہیں) نے بھی یہ ایام وقف کئے اس وقت حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر دعوت الی اللہ تھے اور مقامی دفتر کے انچارج مکرم مولوی دل محمد صاحب تھے چنانچہ جب میں اور مکرم منظور احمد صاحب دفتر میں اپنے پروگرام کے لئے گئے تو وہاں مکرم مولوی خلیل احمد صاحب بھی موجود تھے (جو بعد میں خاکسار کے خسر بنے) انہوں نے بھی دعوت الی اللہ کے لئے پندرہ یوم وقف کئے ہوئے تھے لہذا مولوی دل محمد صاحب نے ہم تینوں کو اکٹھے یہ ایام گورداسپور شہر اور اس کے گردونواح کے گاؤں میں گزارنے کی ہدایت کی۔

ہم پہلے گورداسپور شہر گئے وہاں مخدوم مولوی خلیل احمد صاحب کے سسرال تھے گو وہ غیر احمدی تھے مگر انہوں نے بہت محبت اور اخلاص کے ساتھ ہمارے قیام وطعام کا انتظام کیا۔

ہم نے دعوت الی اللہ کا آغاز گورداسپور سے ہی کیا چند یوم ہم نے وہاں گزارے محترم مرزا عبدالحق صاحب بھی اس شہر میں تھے آپ سے بھی ملاقات ہوئی عبادات آپ کے مکان پر ادا کرنے کا موقع ملا آپ کو جس رنگ اور صحت میں اس وقت دیکھا تھا اب بھی صحت و توانائی کے لحاظ سے آپ ویسے ہی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و عمر میں برکت ڈالے اور احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق دیتا چلا جائے۔

وہاں سے ہم آگے گئے تو چند دوست اکٹھے بیٹھے تھے ہم نے ان کو (سلام کہا) اور بیٹھ گئے پھر گفتگو شروع ہو گئی جب انہیں معلوم ہوا کہ ہم احمدی ہیں اور قادیان سے آئے ہیں تو انہوں نے مخالفانہ رویہ ظاہر کیا اور گفتگو بند کر دی لہذا ہم وہاں سے اٹھ کر چل پڑے۔ چند قدم گئے تھے کہ پیچھے سے روڑے پڑنے لگے ان لوگوں نے بچے اکٹھے کر کے ان کو ہمیں پتھر مارنے پر آمادہ کیا خیر ہم خاموش چلتے گئے بالآخر وہ خود ہی باز آگئے۔

گورداسپور کے بعد ہم نے دریائے بیاس کی جانب بعض گاؤں میں جا کر دعوت الی اللہ کا پروگرام بنایا جن میں سے بعض میں ہماری جماعتیں بھی قائم تھیں گرمیوں کے دن تھے لوگ رات کو چھتوں پر سوتے تھے لہذا ہم بھی رات کے وقت چھت پر ہی جایا کرتے 'تقاریر ہوتیں اور غیر از جماعت دوستوں کے سوالات کے جوابات دیتے۔

آخر ہم ایک شہر سرنا گئے یہ ریلوے اسٹیشن بھی تھا۔ اور وہاں جماعت اسلامی کا مرکز تھا سارا دن ہم پھرتے رہے لوگوں سے گفتگو ہوتی رہی پیغام حق پہنچاتے رہے دوپہر کے وقت جب بھوک لگی تو ایک دوکان سے آٹا خرید کیا اب روٹی پکانے کے لئے جگہ تلاش کرنے لگے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی احمدی دوست بھی ہیں ایک نے بتایا کہ ہاں ایک دوست ہیں ان کے مکان کا پتہ لے کر وہاں گئے وہ جماعت اسلامی کے مرکز کے عین سامنے تھے دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے ایک دوست نکلے ہم نے سلام کے بعد کہا کہ ہم مسافر ہیں آٹا ہمارے پاس ہے اس کی روٹی پکوانی ہے اگر آپ اس سلسلہ میں ہماری مدد کر سکیں تو عین نوازش ہو گی ہم نے اسے اپنا تعارف نہ کرایا انہوں نے کہا کہ میں ضرور آپ کی مدد کرتا مگر افسوس ہے کہ میری بیوی اس وقت بیمار ہے اور وہ روٹی نہیں پکا سکتی ہم اس سے مزید گفتگو کئے بغیر آگے روانہ ہو گئے ابھی ہم چند قدم آگے گئے تھے کہ انہوں نے پیچھے سے ہمیں آواز دی کہ واپس آئیں جب ہم واپس گئے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے ہم نے کہا ہم احمدی اور قادیان سے آئے ہیں اور دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں پھر رہے ہیں یہ سنتے ہی وہ ہم سے بغلگیر ہو گئے اور کہا کہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوں جب آپ واپس گئے تو میں نے سوچا آخر یہ لوگ میرے پاس کیوں آئے تھے پھر آپ کے لباس اور گفتگو سے بھی مجھے احساس ہو گیا کہ آپ یقیناً احمدی بھائی ہیں اسی لئے میرے پاس آئے ہیں اب تو میں آپ کو جانے نہیں دوں گا گو میری بیوی بیمار ہے مگر جو خدمت میں آپ کی کر سکتا ہوں وہ ضرور کروں گا آپ اندر تشریف لائیں چنانچہ ہم اندر گئے انہوں نے چارپائیاں بچھا دیں اور کہا کہ آپ آرام کریں میں آتا ہوں۔ آپ اندر گئے اور خود ہی کھانا وغیرہ تیار کیا اور ہمارے سامنے لا رکھا اور بار بار کہتے افسوس میں آپ کو پہلے پہچان نہ سکا آپ کے آنے سے تو مجھے بے حد راحت محسوس ہوتی ہے اور میری بیوی بھی خوش ہے کہ قادیان سے ہمارے گھر مہمان آئے ہیں ان سے دعا کی درخواست کرنا ہم نے کھانا کھایا ان کا شکریہ ادا کیا ان کی بیوی کی صحت کے لئے دعا کی اور ان سے رخصت ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماننے والوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے جس سے ان کے اندر رنگ و نسل اور علاقائی امتیازات ختم ہو گئے ہیں اور وہ سب خواہ کسی ملک، نسل یا علاقہ سے تعلق رکھتے ہوں ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک ہوتے ہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے سچ فرمایا ہے۔

"اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنا دی ہے جس میں امیر و غریب بچے اور جوان بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں"۔
ملفوظات جلد 3 صفحہ 349

ہمیں خدا تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور آپس میں ایک دوسرے سے محبتیں اور چاہتیں بڑھاتے ہوئے ترقی اور کامیابی کی راہوں پر گامزن رہنا چاہئے خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے اس بھائی سے رخصت ہو کر ہم پٹھان کوٹ بذریعہ گاڑی گئے رات وہاں گذاری اگلی صبح ہمارا ارادہ ہوا کہ پٹھان کوٹ سے آگے پہاڑی علاقہ ہے لہذا گاڑی پر کسی پہاڑی شہر کی سیر کی جائے چنانچہ ہم اسٹیشن پر گئے ایک گاڑی روانہ ہونے والی تھی ہم نے اسٹیشن ماسٹر سے ٹکٹ مانگی اس نے کہا کہ کہاں جانا ہے ہم نے کہا ہمیں تو آگے کسی شہر یا جگہ کا علم نہیں آپ کسی شہر کا ٹکٹ دے دیں اس نے ہمیں ایک شہر جو اں

باقی صفحہ 6 پر

ایک اچھی بات

خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر صلاح الدین (امریکہ)

ہم اور وراثت کے مختلف پہلو

وراثت کا نام سنتے ہی فوراً سادہ سا خیال ذہن میں ابھرتا ہے کہ کسی شخص نے اپنے والدین سے کس قسم کی جائیداد اپنے حصہ میں حاصل کی۔ زمین، مکان مال اور زر کے علاوہ بھی کئی قسم کی چیزیں ہیں جو انسان وراثت میں پاتا ہے۔

عرصہ قدیم سے انسان اس حقیقت سے آشنا ہے کہ اولاد ہمیشہ اپنے والدین سے مشابہت رکھتی ہے۔ یہ تو عام رواج ہے کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو خواتین خاص طور پر بچے کو دیکھنے جاتی ہیں۔ ایک مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ خوشی کے موقع پر مبارک باد کہہ آئیں اور پھر بچہ کی شکل و صورت پر تبصرہ تو ان کی فطرت کا لازمی جزو ہے۔ کوئی یہ کہے گی کہ رنگ اور آنکھیں تو والدہ جیسی ہیں۔ ناک اور ہونٹ والد جیسے، رخسار نانا پر بال اور ہاتھوں کی انگلیاں فلاں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ گن تو اللہ ہی جانے... بڑا ہونے پر معلوم ہوگا کہ کیا گل کھلتے ہیں۔..! یہ تو پیدا ہونے والے بچہ کی زندگی کے آغاز کی باتیں ہیں کہ یہ تمام ہدایات مادہ تولید میں کس طرح جمع تھیں۔ اور پھر یہ تمام حیاتیاتی معلومات کس طرح بچہ تک منتقل ہوئیں۔ یا وراثت میں پائیں بات صرف اتنی ہی نہیں بلکہ اس حد تک حیاتیاتی معلومات منتقل ہوتیں کہ بڑا ہو کر اس بچہ کا رنگ کیا ہوگا، یہ گنجا ہوگا کہ نہیں۔ اس کے دودھ کے دانت گر کر اصلی دانت کیسے ہوں گے، اس بچہ کو کوئی موروثی بیماری تو نہیں ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب بھی ورثہ ہی میں شامل ہیں۔

جین Gene جانداروں اور انسانوں میں تمام قسم کے عمل خواہ وہ شکل و صورت سے تعلق رکھتے ہوں۔ ذہانت کے بارہ میں ہوں ہمارے اندرونی اعضاء کی کارکردگی سے متعلق ہوں یا موروثی بیماریوں سے تعلق ان سب کو جینز (Genes) کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ جینز کروموسومز پر واقع ہوتے ہیں جو انسان کے خلیات کا مرکزی حصہ ہیں۔ یہ جین کروموسوم پر یکے بعد دیگرے مخصوص جگہوں پر ایک لڑی کی شکل میں موجود ہوتے ہیں۔ گیمیٹس (Gametes) یعنی مادہ تولید کے خلیات کے ذریعہ ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے ہیں۔ کیمیائی تجزیہ سے معلوم ہوا کہ کروموسوم پروٹین اور نیوکلیک ایسڈ سے بنے ہوتے ہیں۔ صرف نیوکلیک ایسڈ جس کو DNA کہتے ہیں ہی اگلی نسل میں منتقل ہوتا ہے اور تمام حیاتیاتی معلومات اگلی نسل میں منتقل کرنے کا کام کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جینز DNA سے ہی بنے ہوتے ہیں۔

جینز یا DNA پر ماحول کا بھی اثر ہو سکتا ہے اور کئی وجوہات کی بنا پر ان کے عمل میں تبدیلی آسکتی ہے۔ ارتقاء میں بھی سارا عمل دخل DNA میں تبدیلی ہی کا ہے۔ ان موضوعات پر ہزاروں کتب اور ریسرچ پیپرز شائع ہو چکے ہیں۔ یہ مختصر اور سادہ سا تعارف اس لئے لکھا ہے کہ جن لوگوں کو سائنس کا علم نہیں وہ تھوڑا بہت سمجھ جائیں۔

ماحول کا اثر گورنمنٹ کالج لاہور میں جب ایم ایس سی کا طالب علم تھا تو ڈاکٹر محمد سلیم صاحب جو کہ ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ بھی تھے ہمیں ارتقاء کا مضمون پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دو لیکچرز آپ نے اس موضوع پر دیئے کہ ماحول یعنی Environment ارتقاء کے عمل میں کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ ارتقاء کا سلسلہ بہت ہی بنیادی سطح پر شروع ہوتا ہے۔ لوگ یہ نہ خیال کریں کہ ارتقاء تو صرف یہی ہے کہ کسی جانور کی دم ظاہر ہوئی یا کسی جانور کے پر نمودار ہوگئے اور اس نے اڑنا شروع کر دیا۔ ارتقاء کی بعض بہت ہی حساس اور باریک راہیں بھی ہیں۔

مثال کے طور پر ہماری فضاء اور ماحول میں آلودگی ہے یا زمین کے بعض حصوں میں تابکاری شعائیں زیادہ ہیں تو وہاں کے لوگوں کے جینز متاثر ہو سکتے ہیں اور اس وجہ سے وہاں کے رہنے والوں میں کینسر لاحق ہو سکتا ہے اور پھر یہ جین ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب شریف النفس انسان تھے۔ ارتقاء پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کی تربیت پر بھی نظر رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ لیکچر کے دوران آپ نے سمجھانے کی غرض سے کہ ماحول عادتوں یا فطرت پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے کے بارہ میں ایک بہت ہی سادہ سی مثال سنائی جو کہ انہوں نے اپنے انگریز استاد سے سنی تھی جب وہ کیمبرج یونیورسٹی ولایت میں پڑھا کرتے تھے۔ مثال کچھ یوں تھی کہ

اگر ایک چراگاہ جس میں گھاس اگی ہوتی ہے اور اس میں کچھ درخت ہیں۔ اس چراگاہ کے گرد ایک جنگلہ لگا کر گیٹ لگا دیا جائے۔ اس چراگاہ میں کچھ بھیڑیں اور بکریاں چھوڑ دی جائیں اور گیٹ بند کر دیا جائے۔ سب سے پہلے بکریاں اور بھیڑیں زمین پر اگا ہوا گھاس چریں گی اور جب کچھ عرصہ بعد یہ گھاس ختم ہو جائے گا تو بکری کی تو یہ فطرت ہے کہ وہ اگلے پاؤں اٹھا کر اپنا منہ درخت کی ٹہنیوں کی طرف لے جائے گی اور اس طرح درخت کے پتے اور ٹہنیاں کھا کر زندہ رہی گی۔

اس صورت حال میں بیچاری بھیڑ کیا کرے۔ اس کی تو یہ فطرت ہی نہیں یا اس نے ورثہ میں ہی یہ نہیں پایا کہ درختوں پر منہ مارے۔ کچھ تو بھوک سے مرجائیں گی اور اگر کوئی بھیڑ ماحول کی مجبوری کی وجہ سے یا ماحول سے متاثر ہو کر بکری کی طرح اپنے اگلے پاؤں درخت کے تنے پر اٹکا کر اور سر اٹھا کر درختوں کے پتے کھانے شروع کر دے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ زندہ رہے گی اور جب ایسی بھیڑ زندہ رہے گی تو یقیناً وہ یہ عادت اپنے بچوں میں منتقل کرے گی۔ اور بچے اپنے والدین سے مشابہت رکھنے والے ہوں گے تو اس طرح ایک قسم کا ارتقاء شروع ہو گیا۔

یہ مثال دینے کا مقصد محض یہ ہے کہ بسا اوقات انسان کریا نہ کر کی سرحد پر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ ایسا عمل کر سکتا ہے جو کہ غیر اخلاقی ہے۔ تو بس پھر .....! اور اگر ایسا فعل یا کام کرنے سے ایک سیکنڈ قبل یہ سوچ لیں کہ ان کا جو بھی فیصلہ اس سرحد پر کھڑا ہو کر ہو رہا ہے وہ آئندہ اس کی نسل پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور اس بھیڑ کی مثال صادق آئے گی جو زندہ رہی۔ یہی ایک سیکنڈ کی سوچ کا فیصلہ جو انہوں نے نیکی اور گناہ کی بارڈر لائن پر کیا ان کی آئندہ آنے والی نسل کے کم از کم 75 فیصد افراد اسی انداز میں سوچیں گے جو بڑوں نے اپنایا اور جب کبھی ان کی زندگی میں بھی ایسا موقع آئے گا تو یقیناً آئندہ نسل نیکی کی طرف ہی قدم اٹھائے گی۔

مذکورہ مثال آج سے تقریباً سولہ برس قبل اسی طرح سادہ انداز میں لیکچر روم میں سنی اور اس وقت بہت ہی زیادہ لطف دینے لگی جب امریکہ کی ایک لائبریری میں ریسرچ کے مشہور رسالہ Science میں چھپے ایک ریسرچ پیپر پر پڑی۔ جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ چھ ماہ کی عمر سے لے کر ایک سال تک کے بچوں پر اس طرح ریسرچ کی گئی کہ اس عمر میں بچے زمین پر رینگنا جس کو پنجابی میں کہتے ہیں "ریڑنا" شروع کرتے ہیں۔ اور جا کرار دگرد پڑی چیزوں کو اٹھانے کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ چند ایسے بچوں کا گروپ بنایا گیا جن میں 50 فیصد بچے ایسے تھے جن کے والدین شراب نوشی کے عادی تھے اور 50 فیصد بچے ایسے تھے جن کے والدین بالکل شراب نہیں پیتے تھے۔ ان بچوں کو ایک کمرہ میں اکٹھا کر کے فرش پر بٹھا دیا گیا اور کمرہ کے ایک طرف شراب کی بوتلیں رکھ دی گئیں اور کچھ دوسری چیزیں۔

یہ بات بار بار کے تجربات اور مشاہدات سے واضح ہوئی کہ جن بچوں کے والدین شراب نوشی کے عادی تھے ان بچوں کی اکثریت شراب کی بوتلوں کی طرف راغب ہوئی ان بوتلوں کو سونگھتے اور بوتل کے کارک کو منہ لگاتے۔ اس کے برعکس جن بچوں کے والدین بالکل شراب نوشی نہیں کرتے تھے ان بچوں کی اکثریت کو شراب کی بوتلوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ بلکہ وہ ادھر ادھر گھومتے پھرتے کہ کوئی اور چیز نظر آئے تو اس سے کھیل کر لطف اندوز ہوں۔

امریکہ اور دوسرے ممالک کے سائنسدانوں نے یہ جاننے کی کوشش شروع کی کہ انسان کے جسم میں ضرور کوئی ایسا جین ہے جس کا شراب نوشی سے تعلق ہے۔ اس موضوع پر بہت ہی باریک نکات پر سالوں سال کی ریسرچ کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ انسان کے دماغ کے خلیات میں ایک ایسا جین ہے جس کا تعلق شراب نوشی ہے۔ یہ بات بالکل اسی طرح کی ہے کہ اگر ہم کوئی ایسی عادت ڈال لیں گے تو وہ سارے جینز پر اثر انداز ہوگی اور پھر آگے وہ جین کہاں منتقل ہوگا.....!

تو بس اصل فلسفہ کی بات تو یہ ہوئی کہ ہماری اور ہمارے بچوں کی مثال بھی ان بھیڑوں کی مانند ہے۔ اگر ہم خود سیدھے راستے پر چلیں گے اور اپنے بچوں کو پاکیزہ ماحول فراہم کریں گے، اپنی دنیاوی مصروفیات سے وقت نکال کر ان کی تربیت کی طرف توجہ دیں گے اور ایسی چراگاہ میں ان کو رکھیں گے جو اخلاق حسنہ اور نیک اعمال کی ہے تو یقیناً ایک ایسی نسل کے وارث ہوں گے جو سرحد کے اس طرف کھڑی ہے جو نیکی اور تقویٰ کے سبزہ زاروں اور باغات کی طرف جاتی ہے۔ اور یہ دائمی ہیں۔ ان سبزہ زاروں پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ ہم مر بھی گئے تو ہمارے Genes آئندہ نسلوں میں یہ پکاریں گے کہ کس ماں اور باپ کا بچہ ہے۔ اور کس نیک انسان کی اولاد ہے۔

ریسرچ اور سائنس نے کروڑوں ڈالر خرچ کر کے اور ترقی کی بلندیوں کو چھونے کے بعد یہ بات جاننے کی کوشش کی کہ ماحول بچوں پر کیسے اثر انداز ہوتا ہے۔ اور والدین کی عادات اور اعمال کس طرح آنے والی نسلوں کی اکثریت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت ہی پیاری دعا سکھائی کہ اے اللہ مجھے متقیوں کا امام بنا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے اپنے خطبات میں بھی بار بار توجہ دلائی ہے کہ آج کے بچوں کو یہ بتائیں کہ ان کے بزرگ کون تھے اور کیا کیا قربانیاں اللہ کی خاطر انہوں نے پیش کیں۔ MTA پر پروگرام ملاقات کے دوران بھی تعارف میں حضرت صاحب یہ پوچھتے ہیں کہ کس خاندان سے تعلق ہے۔ اور کون کون سے بزرگوں کی وجہ سے ان کے خاندان کی عزت افزائی ہے۔

OOO

زیارت مرکز واقفین نو تحصیل
چنیوٹ ضلع جھنگ

O 5 جنوری 97ء کو واقفین نو تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کا ایک وفد زیارت مرکز کے لئے آیا۔ وفد میں 45 واقفین نو اور ان کے والدین شامل تھے۔ تمام واقفین نو کا میڈیکل چیک اپ محترمہ ڈاکٹر امتہ الرقیب صاحبہ نے کیا نیز والدین کو حفظان صحت کے اصولوں سے آگاہ کیا۔

وفد کو بہشتی مقبرہ، بیت المبارک، نمائش، دار الضیافت اور دفتر وقف نو کی سیر کروائی گئی۔ نیز دار النصر میں لنگر خانہ کے چلتے ہوئے انتظامات دکھائے گئے۔ مکرم و محترم چوہدری محمد علی صاحب وکیل وقف نو نے وفد کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

بچوں کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے اور انعامات تقسیم کئے گئے۔ وکالت وقف نو مکرم طارق جاوید صاحب سیکرٹری وقف نو احمد آباد' سانگرہ، مکرم عبدالقدیر قمر صاحب مربی سلسلہ ضلع جھنگ اور محترمہ ڈاکٹر امتہ الرقیب صاحبہ کی ازحد ممنون ہے جنہوں نے اس پروگرام کی کامیابی میں تعاون فرمایا۔

(وکالت وقف نو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید عبدالشکور ظفر

محترمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ

میری والدہ محترمہ سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی نورالدین صاحب اجمل ساکن گولیکی ضلع گجرات مورخہ 4- اپریل 97ء بروز جمعہ وفات پاکر خالق حقیقی سے جاملیں- والدہ محترمہ پیر سید علی احمد صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دوسری بیٹی تھیں- اور میرے والد محترم جماعت احمدیہ کے معروف بزرگ صحافی اور شاعر حضرت قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل کے چھوٹے بھائی تھے- میرے دادا حضرت مولانا امام الدین صاحب فاضل اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا تذکرہ سنا اور گاؤں میں آنے والے ایک سپاہی کے ذریعہ حضرت صاحب کی ایک کتاب انہیں ملی تو یہ دونوں بزرگ بلاپس و پیش تحقیق حق کے لئے گاؤں سے اکٹھے قادیان کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے علم اور سعادت کی بناء پر شرف بیعت حاصل کیا- اس طرح میرے والد محترم اور میرے تایا حضرت قاضی اکمل صاحب بھی انہی ایام میں حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے- حضرت قاضی صاحب نے تو اوائل ہی سے قادیان سکونت اختیار کرلی اور مستقلاً وہیں کے ہو کر رہ گئے اور اپنی علمی و ادبی خدمات کی وجہ سے جماعت میں خاص مقام حاصل کیا اور شاعری اور صحافت میں نام پیدا کیا-

والد صاحب محترم گاؤں ہی میں رہے- ان دنوں قریباً آدھا گاؤں احمدی ہو چکا ہوا تھا- ان کی تعلیم و تربیت کا بیڑہ اٹھایا کیونکہ اس وقت جماعت کی تربیت اور احمدیت کی تعلیم سے ان کو روشناس کرانا بہت ضروری تھا- اس لئے وہ تن من دھن سے یہ بابرکت فریضہ انجام دیتے رہے- عبادات ان کی سربراہی میں ادا کی جاتی تھیں درس کلام الٰہی- تعلیم کلام الٰہی اور سلسلہ کے لٹریچر سے جماعت کو مستفید فرماتے رہے- وہ بہت جوشیلے داعی الی اللہ تھے اور احمدیت کا پیغام گھر گھر پہنچانے کی لگن رکھتے تھے- جس کے نتیجہ میں بہت سے سعید لوگ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے-

والد صاحب محترم کی پہلی شادی اپنے ہی گاؤں کے پیرزادہ خاندان میں ہوئی تھی لیکن اہلیہ اول 1926ء میں وفات پاگئیں- اور اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑ گئیں- اہلیہ کی وفات اور چار بچوں کی وجہ سے والد صاحب پریشان ہو گئے- ان پر بچوں کی ذمہ داری اور پرورش و پرداخت کا بوجھ آن پڑا- جو اکیلے ان کے بس کا نہ تھا- میرے نانا جان حضرت پیرجی سید علی احمد صاحب اور میرے تایا حضرت قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل کا حضرت بانی سلسلہ کی زندگی ہی میں تعارف ہو چکا ہوا تھا- نانا جان اندرون خانہ حضرت بانی سلسلہ اپنی ایک رشتہ دار خاتون کی وجہ سے آیا جایا کرتے تھے اس دوران حضرت بانی سلسلہ کی الٰہی بشارات سے متعلقہ قلمی تحریریں اور بعض یادداشتیں حضرت صاحب ہمارے نانا جان کے ذریعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو بھجوایا کرتا تھے اور حضرت مفتی صاحب انہی کے ذریعہ یہ تحریرات حضرت قاضی اکمل صاحب کو بھجواتے تھے اور ابتدا میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب ہی نے نانا جان کا تعارف حضرت قاضی صاحب سے کروایا تھا-

بعد میں حضرت نانا جان کی قادیان میں آمد و رفت کی وجہ سے یہ تعلقات مزید استوار ہوئے- اور حضرت نانا جان- حضرت قاضی صاحب سے بعض امور میں مشورے بھی لیتے اور بعض گھریلو امور کے متعلق گفتگو بھی کرتے- اسی دوران جب والد صاحب محترم کی اہلیہ اول فوت ہو گئیں تو غالباً 1932ء میں حضرت قاضی اکمل صاحب نے میرے والد (حضرت مولوی نورالدین صاحب اجمل) کی شادی کی تحریک کی چنانچہ نانا جان نے اس تحریک پر اپنی دوسری بیٹی سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ (میری والدہ) کو والد صاحب محترم کے عقد میں دے دیا- اس وقت میری والدہ 16 برس کی تھیں اور والد محترم عمر میں ان سے کافی بڑے تھے- اور ان کے پہلے چار بچے بھی تھے- پہلی والدہ سے ہماری بہن اس وقت قریباً میری والدہ ہی کی ہم عمر تھی- پھر نانا جان انبالہ کے رہنے والے اور والد صاحب ضلع گجرات کے ٹھیٹھ پنجابی بولنے والے اس لئے بودوباش رہن سہن اور بول چال میں کافی تفاوت تھا- عمروں کا فرق بھی تھا- والدہ کی عمر بہت چھوٹی تھی اور گھر [illegible] ان کا کوئی تجربہ نہ تھا حتیٰ کہ چار عزیزوں رشتہ داروں میں بیٹھ کر وہ کھل کر بات بھی نہ کرسکتی تھیں- چار بچوں سے بھی واسطہ تھا- جب وہ اس قسم کے ماحول میں بیاہ کر آئیں تو گھبرا گئیں- اس لحاظ سے والدہ صاحبہ کو سسرال آکر بہت سی پریشانیوں آزمائشوں اور مسائل کا سامنا کرنا پڑا- لیکن انہوں نے باوجود کم سنی کم علمی اور ناتجربہ کاری کے نہ صرف اس اجنبی ماحول کو اپنی فراست اور دانشمندی سے اپنایا بلکہ رفتہ رفتہ اس ماحول میں اپنا ایک باعزت مقام پیدا کیا- اور خدا کے فضل سے بھرپور زندگی گزاری- والد صاحب بڑے جوشیلے داعی الی اللہ تھے- پنجگانہ عبادت انہی کی اقتداء میں ہوتی درس و تدریس- تعلیم کلام الٰہی اور جماعت کی تعلیم و تربیت میں ہمہ وقت مشغول رہتے- گاؤں کا ڈاکخانہ بھی ان کی تحویل میں تھا- خطوط وغیرہ لوگوں کے گھروں میں خود دے کر آتے اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعوت الی اللہ بھی کرتے اور ان لوگوں کو نیک مشوروں اور زریں نصائح سے بھی نوازتے- اور اس فریضہ میں ہماری والدہ صاحبہ بھی دوش بدوش مصروف عمل رہتیں اور ہر طرح ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھتیں- علاوہ ازیں گاؤں کے بچوں اور بچیوں کو کلام الٰہی پڑھاتیں- اپنے اور گاؤں کے دیگر بچوں کو عبادات کے لئے بیوت میں بھجوانے کے لئے نہ صرف تاکید کرتیں بلکہ نگرانی بھی کرتیں- اس طرح بڑے سلیقے اور قرینے سے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے اپنے گھر کو سنبھالے رکھا- پہلی تین بیٹیوں اور بیٹے کو پالا پوسا پروان چڑھایا اور ان سب کی شادیاں کیں- اور سرخرو ہوئیں- بڑی نرم خو اور شیریں زبان تھیں گھر میں نہ تو کبھی جھگڑا ہوا- اور نہ والدہ محترمہ کبھی غصہ میں آئیں- خود بھی عبادات کی پابند- التزام سے رات کی عبات اور باقاعدگی سے تلاوت کلام الٰہی کرنے والی نیک بخت احمدیت کی روح کو سمجھنے والی خاتون تھیں صدقہ و خیرات ان کا شعار تھا- اور کبھی کوئی سوالی ان کے در سے خالی نہ لوٹا- ہر قسم کا جماعتی چندہ باقاعدگی سے ادا کرتیں- ماہ صیام میں صدقہ وخیرات کا سلسلہ اور ترقی کرجاتا- ہر کسی کا انہیں خیال رہتا- جماعت کی عورتوں بچیوں کو کتب حضرت بانی سلسلہ اور دیگر دینی کتب بھی پڑھاتیں- غیراز جماعت خواتین کو بڑی حکمت اور موعظہ حسنہ سے پیغام حق پہنچاتیں- جب عمر زیادہ ہو گئی اور صحت کمزور تو رمضان شریف میں میرے پاس ربوہ آکر قیام کرتیں حتی الوسع روزانہ بیت میں جاکر درس سنتیں- مستجاب الدعوات تھیں اس لئے گاؤں کی مستورات اور دیگر عزیزان ان کو دعا کے لئے کہتے رہتے اور ان کی دعاؤں کی قبولیت پر انہیں بڑا اعتماد تھا-

والدہ صاحبہ کی اپنی اولاد 5 بیٹیاں اور 3 بیٹے ہیں- ان سب کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا گھر میں قادیان والا ماحول تھا- روزانہ باقاعدہ بچوں کو باجماعت عبادت کے لئے بیت میں بھجواتیں اور روزانہ تلاوت اپنے سامنے کرواتیں- قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ جملہ افراد خاندان کے ساتھ باقاعدہ شامل ہوتی رہیں- بعد ازاں ربوہ میں بھی ان بابرکت ایام میں ربوہ آتی رہیں- اور حتی الوسع عبادات اور دعاؤں کا التزام رکھتیں- خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے بچے اور اور ان کی اپنی اولاد خوشحال اوز احمدیت کے فدائی ہیں اور یہ سب بزرگوں کی دعاؤں اور والدہ ایسی شفیق ہستی کے طفیل ہوا-

میرے والد محترم جولائی 1976ء میں 92 سال کی عمر میں وفات پاگئے- موصی تھے- لیکن ان کی وصیت کے مطابق ان کی تدفین گاؤں کے آبائی قبرستان میں ان کے دادا جان کے پہلو میں ہوئی- ربوہ بہشتی مقبرہ میں یادگاری کتبہ نصب ہے- مکرم والد صاحب کی وفات کے بعد بھی بیس سال سے زائد کا عرصہ انہوں نے بڑے صبرو شکر سے گزارا- ہمیشہ یہ دعا کیا کرتیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی کا محتاج نہ بنائے اور چلتے پھرتے اپنے پاس بلا لے- چنانچہ ان کی یہ دعا بھی قبول ہوئی اور وفات سے ایک دن پہلے ساڑھے تین بجے بعد دوپہر بیمار ہوئیں- بلڈ پریشر اور شوگر کی پرانی مریضہ تھیں- مرض بڑھ گیا دوسرے دن پونے تین بجے جان جاں آفریں کے سپرد کرکے راہی ملک بقاء ہوئیں اور اس طرح 84 سالہ زندگی اختتام پذیر ہوئی-

یاد رفتگان

جمیلہ رانا علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ

22- مارچ 1997ء کی صبح طلوع ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ایک بہت ہی پیاری ہستی محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی- رات کو دعوت الی اللہ کا پروگرام بنا- کہ صبح علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی لجنہ کو ساتھ لے کر دعوت الی اللہ کے لئے کسی دور دیہات میں جانا- لیکن خدا کی تقدیر کو کون جانتا ہے- کہ صبح کو کیا ہو گا- وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے- صبح ہوتے ہی آناً فاناً یہ خبر لاہور کے کونے کونے میں پھیل گئی- کہ محترمہ آپا بشریٰ بیگم صاحبہ اچانک وفات پاگئی ہیں- لاہور کی لجنہ کی تو وہ ماں تھیں- سب کے دل کی دھڑکن تھیں- احباب جماعت کو ان کی وفات کا بے حد دکھ اور رنج ہوا-

آپ 1922ء میں پیدا ہوئیں آپ کے والد محترم حضرت میر محمد اسحاق صاحب ہیں آپ کی والدہ محترمہ سیدہ صالحہ بیگم صاحبہ ہیں- آپ کی والدہ محترمہ حضرت اماں جان کے بھائی جلیل القدر بزرگ اور سلسلہ کے مخلص فدائی حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی اہلیہ تھیں- آپ کی والدہ کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دیکھنے کا شرف حاصل تھا-

محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بچپن ہی سے لجنہ اماء اللہ کی سرگرم رکن رہی ہیں- اپنی قابل صد احترام والدہ سے خدمت دین کو وراثت میں پایا ہے- والدہ کی زیر نگرانی بڑے شوق اور محنت کے ساتھ لجنہ سے کام لیتی رہی ہیں- آپ یعنی محترمہ سیدہ آپا بشریٰ بیگم صاحبہ نے قادیان- رتن باغ لاہور ربوہ اور لاہور میں اہم شعبوں میں کام کیا شادی سے پہلے اور شادی کے بعد لجنہ کے لئے ایک نمونہ تھیں- مرکز میں بھی کئی عہدوں پر سلسلہ کی خدمت کرتی رہی ہیں لاہور میں پہلے جنرل سیکرٹری کے فرائض ادا کرتی رہیں- وفات کے وقت آپ صدر لجنہ ضلع لاہور 15 سال سے چلی آرہی تھیں- اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی محنت اور لگن کے ساتھ ادا کر رہی تھیں گویا لاہور کی لجنہ کی روح رواں تھیں-

خدمت خلق کا جذبہ اس قدر تھا- کہ آپ نے اپنے زیر نگرانی بے شمار میڈیکل کیمپ دیہاتیوں میں لگوائے اور بغیر کسی فیس کے آپ نے غریب لوگوں کے علاج کروائے- یہاں لاہور میں لجنہ کو بیدار کرنے کے لئے بے شمار کام کئے وہاں دعوت

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

صدر موبوتو کا ملک سے فرار؟

زائر کے صدر موبوتو باغی لیڈر لارینٹ کابیلہ سے مذاکرات میں ناکامی کے بعد وطن واپس پہنچے تو ایک روز کے وقفے کے بعد وہ ہمسایہ ملک گیبون روانہ ہو گئے ہیں جہاں انہوں نے ایک سربراہی کانفرنس میں حصہ لینا ہے۔ لیکن سفارت کاروں کا کہنا ہے کہ ایک لمبے عرصے سے زائر پر حکومت کرنے والے افریقہ کے ممالک کے سربراہوں میں سے ایک پرانے لیڈر موبوتو اب اپنے ملک واپس نہیں آئیں گے۔ کیونکہ ان کے ملک کے دو تہائی سے بھی زائد حصے پر باغیوں نے قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ دارالحکومت کنشاشا کی طرف بڑھ رہے ہیں اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ ایک دو دن کے اندر اندر کنشاشا پر قبضہ کر لیں گے۔ صدر موبوتو کی حامی افواج اور باغیوں کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے ہمسایہ ممالک زمبیا اور جنوبی افریقہ کے ساتھ ریل کی سروس بند ہو گئی ہے کیونکہ باغیوں نے جس علاقے پر قبضے کیا ہے وہاں انہوں نے ریلوے کے نظام پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

صدر موبوتو نے اقتدار سے دستبردار ہونے کی پیشکش کی تھی لیکن اس طرح سے کہ وہ ملک میں عام انتخابات کرائیں گے جن میں وہ خود شامل نہیں ہوں گے اور جیتنے والوں کو اقتدار منتقل کر دیں گے۔ ان کی اس پیشکش کا مطلب واضح تھا کہ وہ چند ماہ مزید اقتدار پر قابض رہنا چاہتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ بھرپور کوشش کریں گے کہ آئندہ انتخابات میں ان کے حامی کامیاب ہوں لیکن یہ ساری صورت حال باغیوں کے لئے قابل قبول نہیں جو ملک کے بہت بڑے حصے پر قبضہ کر چکے ہیں۔ باغی فوری طور پر صدر موبوتو کو اقتدار سے ہٹانا چاہتے ہیں اور اس مہم میں ان کو امریکہ کی مدد بھی حاصل ہے جس نے واضح طور پر صدر موبوتو سے کہا تھا کہ وہ اقتدار چھوڑ دیں۔

○○○

یاسر عرفات کی اسرائیلی صدر سے ملاقات

فلسطین کے صدر مسٹر یاسر عرفات نے اسرائیل کے صدر ایزر وائزمین سے ملاقات کی ہے اور مشرق وسطیٰ میں امن کے عمل کو جاری رکھنے اور آگے بڑھانے کے معاملات پر بات چیت کی ہے روس کے صدر نے اس ملاقات کو کامیاب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ بات چیت جو تعطل کا شکار تھی اب دوبارہ سے شروع ہو جائے گی۔ یہ ملاقات غزہ کے قریب ایک سرحدی چوکی میں ہوئی۔ اس ملاقات کو سیاسی مبصرین بہت اہم قرار دے رہے ہیں۔ ملاقات کے بعد اسرائیل کے صدر اور فلسطینی صدر نے مشترکہ نیوز کانفرنس سے خطاب کیا۔ یہ بات چیت دو گھنٹے جاری رہی۔

○○○

روس چین اتحاد

روس کے صدر بورس یلسن نے نیٹو میں مشرقی یورپ کے ساتھ کمیونسٹ ممالک کی شمولیت کے پیش نظر چین سے اتحاد اور آزاد ملکوں کی دولت مشترکہ (سابق سوویت یونین) کے ممالک کے ساتھ قریبی تعاون اور اتحاد پر زور دیا ہے۔ خصوصاً انہوں نے بیلا روس کے ساتھ خصوصی اتحاد کا ذکر کیا ہے۔ سابق سوویت یونین کے ممالک میں بیلا روس' روس کے ساتھ خصوصی قریبی مراسم رکھتا ہے انہوں نے دنیا میں ایک طاقت یعنی امریکہ کی بالادستی کے نظریے کو مسترد کرتے ہوئے اس کے خلاف مضبوط اتحاد کے قیام پر زور دیا ہے۔

○○○

بقیہ صفحہ 3

لگا ریلوے کی یہ پٹڑی سنگلاخ پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی گئی تھی جو آہستہ آہستہ بلند ہوتی جا رہی تھی جس کی وجہ سے گاڑی کی رفتار بہت ہی کم تھی ہم اس پہاڑی علاقہ کے نظاروں سے بہت ہی لطف اندوز ہوئے آخر دوپہر کے وقت گاڑی ایک اسٹیشن پر کھڑی ہوئی جو بالکل ویران جگہ میں واقع تھا لوگوں نے کہا کہ یہی جواں والی کا اسٹیشن ہے مگر شہر قریباً دو فرلانگ دور ہے جو درختوں اور پہاڑوں کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا خیر ہم گاڑی سے اترے اور لوگوں کے ساتھ جواں والی شہر کی طرف روانہ ہوئے جب ہم شہر پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو ایک چھوٹا سا معمولی گاؤں ہی تھا جس میں صرف ایک بازار جس میں چند دوکانیں تھیں کھانے پینے کی اشیا بھی بمشکل دستیاب تھیں۔ بہرحال ہم نے اسے پورا دیکھا ہوٹل وغیرہ کوئی نظر نہ آیا لہذا ایک دوکان سے آٹا خرید کیا اور کچھ اچار لیا اب روٹی پکانے کے لئے جگہ تلاش کرنے لگے لوگوں نے بتایا کہ آپ باہر ایک فقیر کا ڈیرہ ہے وہاں چلے جائیں روٹی پکانے کا انتظام ہو جائے گا چنانچہ ہم وہاں گئے جنگل میں جگہ تھی اس فقیر نے ہمیں آٹا گوندھنے کے لئے برتن دے دیا توا وغیرہ بھی دیا اور کہا کہ لکڑیاں آپ خود جنگل سے لے آئیں خیر لکڑیاں وغیرہ لا کر ہم نے روٹی پکائی جب کھانے لگے تو اس فقیر نے کہا میرا حصہ بھی تو نکالو لہذا اس کو بھی حصہ دیا گیا۔ اب کھانا کھا چکنے کے بعد واپسی کی فکر لاحق ہوئی جب گاڑی کے وقت کا پوچھا تو لوگوں نے بتایا وہ اب کل ہی آئے گی وہاں رہائش کا کوئی انتظام نہیں تھا لہذا ہم نے فیصلہ کیا کہ واپسی کا سفر پیدل کیا جائے اور ہم نے سڑک کی بجائے ریلوے لائن کا راستہ اختیار کیا جس سے بھی پوچھتے کہ اگلا اسٹیشن کتنی دور ہے تو جواب یہی ملتا تریئے جاؤ تریئے جاؤ فاصلہ کوئی نہ بتاتا آخر ہم غروب آفتاب سے کچھ وقت قبل ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے آگے ریلوے لائن دریائے چکی پر سے گزرتی تھی لہذا ہم پل عبور کرنے لگے اب ایک طرف آہستہ آہستہ اندھیرے کی آمد دوسری طرف پانی کا زور و شور اور پتھروں سے ٹکرانے کی وجہ سے اس سے پیدا ہونے والی گڑگڑاہٹ ہمارے اوسان خطا کر رہی تھی پھر مزید یہ کہ مکرم منظور احمد صاحب کی نظر کمزور تھی اور شام کے وقت تو انہیں دیکھنے میں اور مشکل پیش آتی لہذا ان کا ایسے پل سے گزرنا بہت مشکل تھا اس لئے ہم ان کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک گیلی سے دوسری گیلی پر قدم رکھواتے آخر خدا خدا کر کے اس پل کو عبور کیا جو پل صراط سے کم نہیں تھا اور آج بھی جب جب اس پل کے عبور کرنے کا تصور ذہن میں آتا ہے تو طبیعت میں ایک ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں بحفاظت اس پر سے گزرنے کی توفیق عطا فرمائی آگے نور پور اسٹیشن تھا ہم رات گئے وہاں پہنچے اور ارادہ کیا کہ رات یہاں ہی بسر کی جائے اور صبح پٹھانکوٹ کے لئے روانہ ہوں گے چنانچہ ہم ایک جگہ بیٹھ کر ستانے لگے تو اسٹیشن کا ایک ملازم ہمارے پاس آیا اس نے کہا کہ یہاں سانپ بہت ہیں رات کو اور بھی خطرہ ہے لہذا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اگر آرام کرنا ہے تو کوئی اور جگہ تلاش کریں مگر وہاں تو کوئی جگہ نہیں تھی یہ اسٹیشن بھی شہر سے دور تھا لہذا ہم نے وہ رات قریباً جاگ کر اور بیٹھ کر گزار دی اور صبح ہوتے ہی پٹھانکوٹ کی راہ لی اب ریلوے لائن کی بجائے ہم نے سڑک کا راستہ اختیار کیا اور دو گھنٹے میں ہم پٹھانکوٹ پہنچ گئے۔

وہاں سے بذریعہ گاڑی ہم گورداسپور کے لئے روانہ ہوئے شام تک وہاں پہنچ گئے اور رات وہاں بسر کی اگلی صبح قادیان کے لئے روانہ ہوئے شام تک واپس پہنچ گئے اور اگلے روز دفتر میں اپنے دورہ کی تفصیلی رپورٹ پیش کر دی۔

○○○

بقیہ صفحہ 5

الی اللہ اور میڈیکل کیمپ کے لئے ایک ویگن خریدنے کی تحریک کی۔ چنانچہ لاہور کی سب لجنہ نے مل کر ایک ویگن خرید کی۔ جو کہ ایک مثال ہے۔ آج وہی ویگن جماعت کی ہر ضرورت کو لاہور میں پورا کر رہی ہے۔

آپ صفائی پسند بہت تھیں۔ گھر کا سارا کام خود کرتی تھیں۔ ان کا گھر بہت ہی صاف ستھرا تھا۔ ہر چیز ایک سلیقے سے رکھی ہوتی۔ آپ نے بچوں کی تربیت بہت ہی اعلیٰ طریقے سے کی۔ آپ کی شادی میجر (ر) سید سعید احمد صاحب سے ہوئی۔ آپ کی موجودہ رہائش کیولری گراؤنڈ لاہور چھاؤنی میں تھی وفات کے وقت آپ کی عمر 75 سال تھی۔ محترمہ آپا بشریٰ بیگم صاحبہ اپنے تین بھائیوں محترم سید داؤد احمد صاحب محترم سید مسعود احمد صاحب اور محترم سید محمود احمد ناصر صاحب سے بڑی تھیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ اور دونوں ہی وقف زندگی ہیں۔ ایک بیٹا مکرم سید جلید احمد صاحب گیمبیا کے احمدیہ سکول مانسا کونکو میں بطور پرنسپل خدمات بجا لا رہا ہے۔ اور دوسرا بیٹا مکرم سید حسین احمد صاحب کراچی میں مربی سلسلہ ہے آپ کی صاحبزادیوں میں مکرمہ لبنیٰ حبیب صاحبہ اہلیہ مکرم میر حبیب احمد صاحب واقف زندگی ہیں محترمہ امتہ الکافی صاحبہ اہلیہ مرزا عمر احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب محترمہ امتہ الباسط ماریہ صاحبہ اہلیہ محترم سید خالد شاہ صاحب ناظر مال خرچ ہیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ سے خاص لگاؤ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار پھل حاصل کئے۔ آپ کا جنازہ 22۔ مارچ کی شب بعد عشاء محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل نے بیت المبارک میں پڑھایا جس کے بعد بہشتی مقبرہ کی اندرونی چاردیواری میں تدفین عمل آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم محمد احمد صاحب جلیل نے ہی دعا کروائی۔ آپ کے جنازہ میں بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ وفات سے پہلے آپ دعوت الی اللہ پر جانے کے لئے تیاری کر رہی تھیں اور ڈرائیور گاڑی یعنی ویگن کو تیار کرنے کے لئے آیا تھا۔ کہ اچانک خدا کی طرف سے بلاوا آ گیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئیں۔ پہلی رات ہی لاہور کے ایک مربی سلسلہ محترم یوسف سجاد صاحب کی اہلیہ نے آپ کو خواب میں جنت میں بیٹھے دیکھا بہرحال لاہور کی اور دیگر شہروں کی لجنہ کو آپ کی وفات کا بے حد غم ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ لجنہ کی تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ کیونکہ آپ نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔

بچوں کی تربیت کی طرف آپ نے خصوصی توجہ دی۔ آپ خود بھی عبادات کی پابند تھیں اور اپنے سب بچوں کو بھی اس کا پابند کیا۔ اور بچوں کو خدمت دین کے لئے خاص تاکید فرماتی تھیں۔ آپ سلسلہ کے لئے قربانی کرنے والی ہستی تھیں۔ آپ دین کے لئے جان و مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتی تھیں۔ اور جب وقت آتا۔ تو کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹتی تھیں۔ دینی کاموں کے لئے اپنی بیماری اپنے گھر بار سب کو بھول کر نہایت متعدی سے کام سرانجام دیتی تھیں۔ آپ نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔

آپ کو کلام الٰہی سے عشق تھا۔ اور بے شمار لجنہ میں کلام الٰہی تقسیم کروائے۔ خود بھی تلاوت کرتی رہتی تھیں اور اپنے بچوں کو بھی یہ عادت ڈالی۔

آپ کا امام جماعت سے مسلسل رابطہ رہتا اور حضرت صاحب کو ہمیشہ دعا کے لئے لکھتی رہتی تھیں۔ وفات سے ایک ہفتہ پہلے آپ نے حضرت صاحب کو دعا کا خط لکھا۔ اور حضرت صاحب سے راہنمائی بھی حاصل کرتی رہتی تھیں۔ ہمیشہ ہر ممبر لجنہ کو محبت پیار سے اور اپنی بیٹی تصور کرتی تھیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آپ کو فوت ہونے کے بعد چاردیواری کے اندر اپنی والدہ محترمہ سیدہ صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے قدموں میں جگہ ملی۔ اللہ آپ کے درجات بلند کرے۔

○○○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 1

حضرت صاحب نے کلام الٰہی کی منصفانہ تعلیم اور انسانی نفسیات کو اپیل کرنے والے دلائل سے تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

○ لندن میں رہائش پذیر سری لنکا کے ایک صاحب نے ہندو مذہب کی نمائندگی کرتے ہوئے تاثل عقیدے پر روشنی ڈالی۔ سوال کا ان کا یہ تھا کہ مرور زمانہ کی وجہ سے مذہب اور کلچر میں بہت سی تبدیلیاں آچکی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہر مذہب میں لیڈر شپ کی کمی کی وجہ سے نفرت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اتحاد وغیرہ کو Update کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کے عالمانہ سوال پر کئی سوال اٹھتے ہیں جن کے جواب کے لئے یہ پروگرام متحمل نہیں ہو سکتا تاہم آپ نے نہایت اختصار کے ساتھ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ بدقسمتی سے خالق اور مخلوق کے تعلقات کو Clergy نے خراب کیا ہوا ہے۔ عبادت گاہوں اور مندروں کی تیز رفتاری کے ساتھ تعمیر صرف اپنی Entity کے قیام کے لئے ہے۔ خدا کی محبت کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

○ کراچی سے آئے ہوئے ایک دوست نے حضرت آدم اور حوا کو پہلے انسان قرار دیتے ہوئے سوال کیا جس کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ پہلے انسان نہیں تھے بلکہ انسان تو ان سے (دو لاکھ) سال پہلے موجود تھے۔ ہاں انسانی تہذیب' کلچر اور مذہب کی بنیاد حضرت آدم سے پڑی۔

○ آخر میں سکھ دوست نے عالمانہ انداز میں پاکستانیوں اور احمدیوں کے عقائد کے اختلاف اور Mixed Marriages کے بارے میں سوالات کئے جن کے حضرت صاحب نے مدلل جوابات ارشاد فرمائے۔

سوموار 7- اپریل 1997ء آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر 16 نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی جو 17- مئی 1994ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ حضرت صاحب نے گلینڈز کے سلسلے میں کینسر کے فلسفہ پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ کینسر کا روحانی نام شیطان ہے۔ حضرت صاحب نے دفاعی نظام کے تین مرحلوں کا ذکر اس طرح کیا کہ پہلے تو جسم بڑھنے کی عمر تک بڑھتا رہتا ہے۔ پھر اسے اندرونی کمپیوٹر سے پیغام ملتا ہے کہ اب بڑھنا بند کر دو اور جسم کی گھسائی پٹائی کی مرمت کرو اور تیسری سٹیج میں مرمت کا نظام بھی کمزور پڑ جاتا ہے اور بڑھاپا آلیتا ہے۔

منگل 8- اپریل 1997ء آج ترجمہ کلام الٰہی کلاس نمبر 190 میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ کلام الٰہی ماضی کے انبیاء کے کچھ واقعات کو اس لئے پیش کرتا ہے کہ آئندہ زمانے میں بھی وہ واقعات پیش آنے ہوتے ہیں۔

بدھ 9- اپریل 1997ء ترجمہ کلام الٰہی کلاس نمبر 191 میں حضرت صاحب نے "نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا" کے سلسلہ میں فرمایا کہ اس جگہ جمع کے صیغہ میں رسولوں کو جھٹلانا کے الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ قوم نوح اس جرم کی عادی ہو چکی تھی اور حضرت نوحؑ کا انذار ان کے کام نہ آیا۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ ایک رسول کو جھٹلانا تمام رسولوں کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کلام الٰہی نے عاد ثمود لوط وغیرہ اقوام کے رہن سہن کے جو نقشے کھینچے ہیں ایک طرف تو آثار قدیمہ کے ماہرین کی رہنمائی کرتے ہیں اور دوسری طرف کلام الٰہی کی سچائی کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ عیسائی یہ کہا کرتے تھے کہ عاد اولیٰ وغیرہ کا کوئی وجود نہ تھا اور کلام الٰہی نے خود گھڑا ہے لیکن اب وہ یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ جس کو ہم جھٹلایا کرتے تھے اس کے بیان کے آثار مل گئے ہیں۔ حضرت صاحب نے بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ان قوموں کے یہ حالات موجودہ یورپ کی انڈسٹری اور عمارتوں کی پتھروں سے تراش اور اونچی جگہوں پر قلعے اور چرچ وغیرہ کی تعمیر پر صادق آتے ہیں۔

یوم عظیم میں مستقبل کی قوموں میں جنگیں ہونے کا ذکر ہے۔

پھر ان قوموں کا سوشل برائیوں کا بیان شروع ہو جاتا ہے جو آجکل کی یورپی اقوام کا ہو بہو نقشہ ہے۔

ہر بدھ کی ترجمہ کلام الٰہی کلاس کے آخر میں 15 منٹ حضرت صاحب نے از راہ شفقت ہومیو پیتھی کے سلسلے میں وقف فرمائے ہیں۔ آج کی نشست میں حضرت صاحب نے لاہور سے ایک صاحب کے خط کا ذکر فرمایا اور ان کے بعض کامیاب تجربات بیان فرمائے۔ لب لباب یہ تھا کہ اگر کسی مرض کی علامات موجود ہوں اور بڑی پوٹینسی موجود نہ ہو تو چھوٹی پوٹینسی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

جمعرات 10- اپریل 1997ء آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر 17 جو 24- مئی 1994ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ مختلف ممالک کی ہومیو پیتھی کی ڈاک میں ذکر شدہ تجربات حضرت صاحب نے سنائے۔

جمعہ 11- اپریل 1997ء

آج پروگرام ملاقات میں اردو بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت صاحب نے حسب ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

نظر لگنے کے بارے میں امام مؤطا کی ایک حدیث کے بارے میں حضرت صاحب کا کیا ارشاد ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ نظر کی طاقت کا تو اعتراف ہے۔ فرعون کے ساحروں نے بھی تو مسمریزم کی شکل میں حضرت موسیٰؑ کو نظر ہی لگائی تھی۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ کی طرف دھیان اور دعا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور مضبوط عزم ہے۔ مگر آئے دن والا ماؤں کا وہم مراد نہیں ہے۔ بچہ ذرا بیمار ہوا تو ماں نظر کے پیچھے پڑ گئی' یہ درست نہیں ہے۔

سیکرٹری صاحب رشتہ ناطہ برطانیہ نے شادی طے کرنے کے بارے میں مختلف سوالات کئے مثلاً کہتے ہیں کہ جوڑے تو آسمان پر خدا بناتا ہے تو پھر کوائف اور کفو وغیرہ کی بجائے تقویٰ سے کام لے کر رشتہ طے کر لینا چاہئے؟

حضرت صاحب نے فرمایا انحصار دعا پر کرنا چاہئے۔ آسمان اور دنیا کی تقدیر اکٹھی ہی چلتی ہے۔ آپ نے فرمایا دین' روزمرہ کا چال چلن' اخلاق' عادات' شہرت' مالی قربانی میں شمولیت' ذیلی تنظیمات میں حصہ لینا وغیرہ دیکھیں' یہ ساری باتیں کوائف میں شامل ہیں۔

○ مغربی ممالک کی نئی نسل میں کزن میں شادی کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس کا کیا علاج ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا نہیں کرتے تو نہ کریں' کوئی جبر نہیں ہے۔ نیز کئی امکانی وجوہات پر بھی آپ نے روشنی ڈالی۔

○ موجودہ جینیٹکل انجینئرنگ کی ریسرچ کے حوالے سے کہ کلوننگ کو الازہر یونیورسٹی نے ناجائز قرار دیا ہے' آپ کا کیا ارشاد ہے؟

اس سلسلہ میں حضرت صاحب کا جواب سامعین اور احمدی سائنسدانوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔' آپ نے فرمایا کہ کلام الٰہی نے زمانہ مستقبل میں ہونے والی ایجادات کے لئے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا صرف جینیٹکل انجینئرنگ کے بارے میں شیطان کا لوگوں کے کانوں میں خدا کی تخلیق کی باتیں پھونکنے کا ذکر ملتا ہے اور پھر جو اس کی بات مانیں گے سزا پائیں گے۔ جینٹک انجینئرنگ کی جو بھی ایجاد مخلوق کے لئے فائدہ مند ہے۔ وہ منع نہیں۔ احمدیوں کو مشورہ یہ ہے کہ خدا کی تخلیق میں نئی تخلیق بنانے کی کوشش نہ کریں ورنہ نقصان ہو گا۔ تجربات کی بنا پر اعلیٰ اخلاقی معیار رکھنے والے سائنسدانوں نے اعلان کر دیا ہے کہ خدا کی تخلیق کے خلاف تبدیلی حماقت ہے۔ کلوننگ کے بارے میں پریس نے غلو سے کام لیتے ہوئے غلط اثر ڈالا ہے۔

○ کہا جاتا ہے کہ حال ہی میں پاکستانی قومی اسمبلی میں آٹھویں ترمیم کے بارے میں جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ یہ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا اس سنہرے میں سیاہی بھی داخل ہے۔ مولویوں کو سر پر چڑھایا جا رہا ہے۔ دین حق کبھی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کے ادعا کے خلاف اس پر اپنا فیصلہ ٹھونسا جائے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس غلط کانسٹی ٹیوشن کو توڑ پھینکے۔

○ کلوننگ کو حضرت مسیحؑ کے بن باپ پیدا ہونے پر بھی چسپاں کیا جا رہا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کلوننگ کی شکل بالکل تو چسپاں نہیں ہوتی اور پھر تفصیل سے اس امکان کی وضاحت فرمائی۔ کلام الٰہی نے ایسی عورتوں کے لئے گواہی دی کہ ایک با عصمت کے بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔

○ اسلامی کانفرنسیں تو ہوتی رہتی ہیں لیکن پیش رفت کوئی نہیں ہوتی؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ کمائی پھونکنے اور دکھاوے کا کھیل ہے۔ ذاتی مفادات' اسلامی مفادات سے بالا سمجھے جاتے ہیں۔ تقویٰ کی روح زخمی ہو چکی ہے۔ جب معالج ہی بیمار ہو تو علاج کیا کرے گا۔

○ اس مجلس میں تربیت اولاد کے اصول' عورت اور مرد کے ورثہ کے حصوں میں فرق کی وجہ اور بعض مواقع پر صدقہ کے طور پر سکوں کو سر پر وار کر پھینکنے کی رسم کے بارے میں سوال کئے گئے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

ہفتہ 10- مئی 1997ء

12-00	رات- اردو کلاس-
1-00	طبی معاملات- از ڈاکٹر مجیب الحق صاحب-
2-00	خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (9-5-97) از بیت الفضل لندن یو- کے-
3-00	ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اردو بولنے والے احباب کے ساتھ-
4-00	اگلی شفٹ کے پروگرام-
4-05	تلاوت- حدیث- خبریں
4-30	چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
5-00	لقاء مع العرب-
6-00	کمپیوٹر سب کے لئے- حصہ 8-
7-00	اردو کلاس-
8-00	احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- اطفال ریلی پاکستان-
9-00	ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- اردو بولنے والے احباب کے ساتھ (9-5-97)-
10-00	اگلی شفٹ کے پروگرام-
10-05	تلاوت- حدیث- خبریں-
10-30	چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-
11-00	خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن یو- کے- (9-5-97)
12-00	طبی معاملات- از ڈاکٹر مجیب الحق صاحب-
12-45	لقاء مع العرب-
1-50	اردو کلاس-
2-50	بنگالی پروگرام-
4-00	اگلی شفٹ کے پروگرام-
4-05	تلاوت- حدیث- خبریں-
4-30	چینی زبان سیکھئے-
5-00	محفل سوال و جواب- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ- بیت الفضل لندن یو- کے-
6-00	بچوں کی ملاقات- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ (10-5-97)
8-00	لقاء مع العرب-
9-00	عربی پروگرام-
10-00	اگلی شفٹ کے پروگرام-
10-05	تلاوت- حدیث- خبریں-
10-30	چلڈرنز کارنر- آئیے عبادت کرنا سیکھیں-
11-00	جرمن پروگرام-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: 9- مئی- 1997ء
درجہ حرارت کم از کم 23 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 30 درجے سنٹی گریڈ

○ پاک فضائیہ کے طیارے نے پیٹرول کی ٹینکیاں کراچی میں آبادی پر گرا دیں جس سے چھ افراد زندہ جل گئے۔ ٹینکیاں گرتے ہی آبادی میں ہولناک آگ بھڑک اٹھی آٹھ دوکانیں اور چار مکان آگ کی زد میں آکر تباہ ہو گئے۔ مرنے والوں کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔ مرنے والوں کے علاوہ تین بچوں سمیت آٹھ افراد بری طرح جھلس گئے۔ پانچ کی حالت نازک ہے۔ پاک فضائیہ کا میراج طیارہ معمول کی تربیتی پرواز پر تھا کہ اچانک طیارے میں فنی خرابی پیدا ہو گئی۔ خطرہ تھا کہ طیارہ شہری آبادی پر جا گرے گا۔ پائیلٹ نے اس صورت حال سے بچنے کے لئے پہلے فیول ٹینک ایک ایک کر کے گرائے پھر طیارے کو بچا کر کامیابی سے اتار لیا۔ پیٹرول کا پہلا ٹینک غریب آباد میں گرا جہاں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ دوسرا ٹینک لیاقت آباد میں ایک محنت کش کے گھر پر گرا۔ جس کے گرتے ہی تباہی مچ گئی۔ زور دار دھماکے سے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا فائر بریگیڈ کی آٹھ گاڑیوں نے ایک گھنٹے کی کوشش سے آگ پر قابو پایا۔ یہ واقعہ جمعرات کی صبح ساڑھے سات بجے پیش آیا۔

○ پاکستان ائرفورس کے ترجمان نے حادثہ پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر طیارہ آبادی پر گر جاتا تو زیادہ نقصان ہوتا۔

○ طیارے کی پیٹرول کی ٹینکیاں گرنے کی خبر سن کر وزیر اعلیٰ سندھ اور ایم کیو ایم کے فاروق ستار موقع پر پہنچے اور انہوں نے ہلاک و زخمی ہونے والوں کے لئے معاوضہ کا اعلان کیا۔ اس موقعہ پر رینجرز اور پولیس نے علاقے کو گھیرے میں لے کر ناکہ بندی کر لی۔ عوام پولیس کے خلاف نعرے لگاتے رہے۔

○ حادثے میں مرنے والوں میں پانچ سگے بہن بھائی شامل ہیں۔

○ قومی اسمبلی میں شادی بیاہ کے مواقع پر کھانا دینے اور چراغاں وغیرہ پر پابندی کا بل منظور کر لیا۔ یہ بل دو سال کے عرصہ کے لئے ہے۔

○ دفتر خارجہ نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر عالمی عدالت انصاف میں نہیں لے جائیں گے۔ نواز شریف اور آئی کے گجرال کی ملاقات میں تمام امور پر بات ہو گی۔ سلامتی کونسل نے قراردادیں منظور کر رکھی ہیں بین الاقوامی وعدوں کی موجودگی میں مسئلہ قانونی عدالت میں لے جانا مناسب نہیں۔

○ بھارتی وزیر اعظم آئی کے گجرال نے کہا ہے کہ پاکستان سے بہتر تعلقات کے لئے قومی سلامتی قربان کریں گے نہ ملکی یکجہتی پر مصالحت ہو گی۔ بھارتی مفادات کے تحفظ کی ذمہ داری پوری کروں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ کنٹرول لائن کو غیر فوجی علاقہ بنانے سے مسئلہ کشمیر حل نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھارت میں آئی ایس آئی کی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں، پالیسی کوئی بھی ہو بھارتی سلامتی پر بات نہیں ہو سکتی۔ بھارتی پارلیمنٹ کے ایوان بالا راجیہ سبھا سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کے تعلقات کو بہتر بنانے کی کوششیں تیز ہو گئی ہیں۔

○ امن و امان کے مسئلے پر وزیر اعظم نے چاروں وزرائے اعلیٰ کو اسلام آباد میں طلب کر لیا ہے۔ اعلیٰ سرکاری حکام اور وفاقی وزراء بھی اجلاس میں شرکت کریں گے۔ دہشت گردی کی روک تھام کے لئے اقدامات پر غور کیا جائے گا۔

○ ڈاکٹر اسرار سمیت پنجاب کے 21 علماء کا سندھ میں داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔

○ ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ فرقہ پرست تنظیموں پر پابندی لگا دی جائے ان سے اسلحہ فوراً واپس لے کر ان کے دفاتر سیل کر دیئے جائیں اور مقامی و صوبائی عہدیداروں کو نظر بند کر دیا جائے۔ تمام ہوٹلوں اور ریسٹ ہاؤسوں میں ٹھہرنے والوں کے شناختی کارڈ کی کاپی متعلقہ تھانے میں دینا لازمی ہو گی۔ شناختی کارڈ نہ رکھنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ گھریلو ملازمین کو بھی تھانوں میں رجسٹریشن کروانی ہو گی۔ فرقہ واریت میں ملوث افراد کی ضمانتیں منسوخ کر دی جائیں گی۔ کشمیر میں لڑنے والی ایک تنظیم پر بھی پابندی لگائے جانے کا امکان ہے۔

○ فیصل آباد میں دہشت گردوں نے سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے چیئرمین مولانا ضیاء القاسمی کے خاندانی معالج ڈاکٹر غضنفر علی کو ان کے کلینک میں گھس کر قتل کر دیا۔ حملہ آور دو نوجوان تھے جو ایک موٹر سائیکل پر آئے۔

○ انڈس ریور سسٹم اتھارٹی نے واپڈا کو متنبہ کیا ہے کہ تربیلا بجلی گھر کو فوراً بند کر دیا جائے۔ جھیل میں مٹی بھر گئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش میں شدید کمی ہو گئی ہے۔ واپڈا نے بجلی گھر بند نہ کیا تو مٹی ڈیم کو تباہ کر دے گی۔ جواباً واپڈا نے اتھارٹی سے کہا ہے کہ سرنگ نمبر 4 کھول دی جائے تاکہ پانی کا بہاؤ تبدیل ہونے سے بجلی گھر کے آگے موجود مٹی ہٹ جائے۔

○ سندھ اسمبلی میں چوتھے روز بھی ہنگامہ رہا۔ شٹ اپ اور نو نو کے نعرے لگائے گئے۔ شدت اس وقت آئی جب سپیکر نے پیر مظہر الحق کو شٹ اپ کہہ کر بیٹھنے کے لئے کہا کارروائی شور شرابے میں مکمل ہوئی۔ سپیکر نے کہا کہ شٹ اپ غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے اگر کوئی رکن کارروائی میں مداخلت کرے گا تو اسے شٹ اپ کہوں گا۔

○ محرم الحرام کے دنوں میں امن و امان پر قابو پانے کے لئے لاہور میں فوج طلب کر لی گئی ہے جو حساس علاقوں میں گشت کرے گی۔ صوبے کے ۱۹ دیگر اضلاع میں بھی فوج انتظامیہ کی مدد کرے گی۔

بیوت الحمد منصوبہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے بیوت الحمد سکیم کے تحت غرباء و مستحقین کو حسب ضرورت رہائشی سہولت مہیا کرنے کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے اور سینکڑوں قابل امداد احباب اس بابرکت منصوبہ سے جزوی یا مکمل طور پر رہائشی سہولت پا کر اس کی برکتوں سے مستفیض ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

خدمت خلق کی اس تحریک یا تبریک میں کئی ذی ثروت احباب نے گراں قدر مالی قربانی پیش کرنے کی سعادت پائی ہے۔ اسی طرح دیگر احباب جماعت نے بھی بڑے جوش و جذبہ سے اس میں بھرپور حصہ لیا ہے اور بعض دوست بڑی باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں اپنی استطاعت کے مطابق مالی قربانی پیش کر رہے ہیں احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت صاحب کی طرف سے جاری کردہ اس پہلی مالی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیں اور ذی ثروت احباب خصوصاً اپنی توفیق کے مطابق پورے مکان کے اخراجات کی صورت میں یا گراں قدر مالی قربانی پیش کریں۔ امراء اضلاع صاحبان اور مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اس ضمن میں موثر اور فعال تحریک فرمائیں اور مخیر احباب کے پتہ جات بھی ارسال فرمائیں تاکہ ان سے براہ راست بھی رابطہ کر کے تحریک کی جا سکے۔

امید ہے اس ضمن میں فوری اور موثر کارروائی کر کے اپنی مساعی سے مطلع فرمائیں گے۔

(سیکرٹری بیوت الحمد)

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ

ڈالر رچ

آفس: 8-6 گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ
ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730280
رہائش: 726524
موبائیل: 0300-661524
پروپرائٹر
ملک عبدالقیوم

جانوروں کی دیگر امراض مثلاً
سرکن اور اپھارہ کے علاوہ
منہ کھر، گل گھوٹو، زہرباد، تھنوں کی سوزش، ناڑہ، گلٹی، اخراج رحم (اوانس نکالنا)، بانجھ پن، دودھ کی کمی، بندش اور داہ وغیرہ کیلئے مفید و موثر "کیوریٹو" ادویات اپنے شہر کے سٹورز سے طلب فرمائیں
معلومات کیلئے کیوریٹو ویٹرنری گائیڈ 5/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیں۔
ویٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز کیلئے معقول کمیشن
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: آفس: 771 سیلز آفس: 211263 فیکس: 212299

مہنگائی کے دور میں
احمدی بھائیوں کیلئے خوشخبری
اب
نیو محمود ٹیلیویژن کمپنی
نئی انتظامیہ کے ساتھ پیش کر رہی ہے
○ احمدیہ ٹیلیویژن فری سیٹ کروائیں
○ صرف 50 روپے وزٹ چارجز ادا کریں اور 100 % رزلٹ حاصل کریں
○ 6 فٹ کی سپیشل ڈش برائے احمدیہ ٹیلیویژن پر 15 فٹ کی ڈش کا رزلٹ حاصل کریں۔
21۔ ہال روڈ۔ لاہور
7235175 - 7125089 - 7226508
7355422

WORLDWIDE PROPERTY CONSULTANTS
REAL ESTATE SALE & PURCHASE
جائیداد کی خرید و فروخت کا باوقار و با اعتماد ادارہ
70 - 71F LIBERTY PLAZA,
LIBERTY MARKET GULBERG III LAHORE
Ph: 042 - 5752532 - 5753827 Fax: 042 - 5752532
E. Mail: PROPERTY @ BRAIN.NET.PK.